

تعلیماتِ اہلبیتؑ

درجہ سوم

ادارۂ فروغ تعلیماتِ اہلبیتؑ

تعلیماتِ اہلبیتؑ

(بچوں کی دینیات)

درجۂ سوم

ملنے کا پتہ

حسن علی بک ڈپو

بالمقابل بڑا امام باڑہ ، کھارادر ۔ کراچی

فون: ۲۴۳۳۰۵۵

نام کتاب: ____ تعلیماتِ اہلبیتؑ

مجلس مصنفین: ____ غلام علی پنجوانی
حسین علی دیوجانی
غلام محمد رحمانی
محمد علی وکیل

کتابت: ____ ضمیر انجم (اے زیڈ آرٹ)

تاریخِ اشاعت: ____ اوّل: مارچ ۱۹۸۸ء
دوم: مارچ ۱۹۹۰ء
سوم: اگست ۱۹۹۳ء
چہارم: نومبر ۱۹۹۵ء

ناشر: ____ ادارہ فروغ تعلیماتِ اہلبیتؑ کراچی۔

ھدیہ: ____ روپیہ

Rs 12.00

تعارف

مسلمان ہونے کے اعتبار سے ہماری ایک بڑی ذمہ داری نسلِ نو کی دینی تعلیم و دینی تربیت بھی ہے۔ خصوصاً موجودہ حالات میں ہماری اس ذمہ داری میں اضافہ ہوگیا ہے۔

اس کے پیشِ نظر یہ ضروری محسوس کیا گیا کہ ایک ایسا نصاب تعلیم تیار کیا جائے جو اس ضرورت کو پورا کرے اور اس انداز سے تیار کیا گیا ہو جو ایک طرف مدارس و اسکولوں کی دینی ضرورت کو پورا کرے اور دوسری طرف نصابی تقاضوں کی تکمیل کرے۔ مجلس مصنفین پروردگارِ عالم کا شکر ادا کرتی ہے کہ اس کی توفیقات و معصومینؑ کی تائید و مدد سے اپنی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں کامیاب ہوئی۔

اس نصابِ تعلیم کی تیاری میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا گیا ہے۔

- نرسری سے جماعت دہم تک کی ضروریات کی تکمیل ہوجائے۔
- بچوں کی ذہنی سطح کا تدریجاً خیال رکھا جائے۔
- تمام ضروریات دینی یعنی عقائد، فقہ، سیرت، تاریخ کی تکمیل ہو اور ان میں توازن ہو۔
- جب ایک طالب علم جماعت دہم سے فارغ ہو یا مکلف ہوجائے تو وہ بنیادی تعلیماتِ دین سے واقف ہوچکا ہو۔

امید ہے کہ مدارس و اسکول اس نصابِ تعلیم سے استفادہ کریں گے اور گرانقدر مشوروں سے نوازیں گے۔ ہم خداوند کریم سے دعاگو ہیں کہ بتصدقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے اور ہماری قوم کو علمِ دین کی دولت سے سرفراز فرمائے۔

مجلسِ مصنفین

تصدیق نامہ

از

علامہ طالب جوہری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیر نظر کتاب "تعلیماتِ اہلبیت" مکتبِ آلِ طہٰ کے بنیادی عقائد اور اعمال کی کتاب ہے۔ یہ مختلف اجزاء پر مشتمل ہے۔ اسے تدوین کرنے والے حضرات جناب غلام علی پنجوانی، جناب حسین علی دیوجانی اور جناب غلام محمد رحمانی ہیں۔

اس موضوع کی کتابوں کو عموماً دینیات کی کتابوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مختلف ادوار میں رجالِ دین نے اس موضوع پر کتابیں مرتب کی ہیں اور یقیناً ان سب حضرات کی مساعی جمیلہ لائقِ تحسین و ستائش ہیں۔

ہر دور اپنے منفرد اور مخصوص تقاضوں کے ساتھ ظہور میں آتا ہے۔ یہی منفرد اور مخصوص تقاضے نسلوں کی ذہنیت پر اثر انداز ہوتے ہیں جس کے سبب تعلیم و تربیت سے لے کر معاشرت و سیاست تک ہر سطح پر تبدیلیوں کا رونما ہونا ناگزیر ہوتا ہے۔ ذہین و زیرک افراد وہی ہوتے ہیں جو ان تبدیلیوں کو پہچانیں اور ان سے عہدہ برآ ہوں۔

زیر نظر کتاب کے مختلف اجزاء کو جستہ جستہ دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ ایک ایسی کاوش ہے جس کی اہمیت اور افادیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ اس تحریری کاوش میں بچوں کی فطری اور جبلی نشوونما اور ان کے فکری ارتقاء کو مدنظر رکھا گیا ہے، ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ انتہائی خوبصورت اور جاذب انداز میں دینی مسائل اس ترتیب سے پیش کیے جائیں جو بعد میں بچوں کی عملی زندگی کے آغاز پر کام آسکیں۔

مجموعی طور پر یہ ایک انتہائی ذہانت سے مرتب کیا ہوا نصابِ دینیات ہے۔ مجھے امید ہے کہ ادارے اور افراد اس سے استفادہ کریں گے۔

مدوّنین کے لیے دعا گو ہوں کہ خداوندِ عالم بطفیل معصومین علیہم السلام ان کی توفیقات میں روز افزوں اضافہ فرمائے اور ایسی ہی علمی اور دینی خدمات کی توفیق عطا کرتا رہے۔

طالب جوہری

تصدیق نامہ

از

مولانا محمد صادق حسن

بسمہ تعالیٰ

میں نے کتاب "تعلیماتِ اہلِ بیتؑ" (مرتبہ: محترم غلام علی پنجوانی۔ محترم حسین علی دیوجانی۔ محترم غلام محمد رحمانی۔ محترم محمد علی وکیل) کے تمام حصوں کا سبقاً سبقاً و حرفاً حرفاً مطالعہ کیا اور اس میں کسی قسم کی غلطی نہیں پائی۔ نیز اس کتاب کو بچوں کے ذہن و عمر کے مطابق مناسب پایا۔ امید ہے کہ مومنین و مومنات اپنے بچوں کی دینی تعلیم کے لئے اس کتاب سے کماحقہٗ استفادہ کریں گے۔

احقر

محمد صادق حسن

اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما

رَبِّ زِدْنِی عِلْماً

فہرست

اللہ کا وجُود

ہم جس گھر میں رہتے ہیں کیا وہ خود بخود بن گیا ؟

نہیں ! اسے مزدوروں نے بنایا ہے۔

ہم جس کُرسی پر بیٹھتے ہیں کیا وہ خود بخود بن گئی ؟

نہیں ! اسے کاریگر نے بنایا ہے۔

ہم جس بس میں بیٹھتے ہیں کیا وہ خود بخود چلتی ہے ؟

نہیں ! اسے ڈرائیور چلاتا ہے۔

اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی چیز نہ خود سے بنتی ہے اور نہ ہی کوئی چیز خود سے چلتی ہے بلکہ ہر چیز کا بنانے والا اور چلانے والا ضرور ہوتا ہے۔ اسی طرح اس دُنیا کو بھی کسی نے بنایا ہے اور وہ اسے چلا بھی رہا ہے۔

اِس دُنیا کے بنانے اور چلانے والے کو ہم اللہ کہتے ہیں۔

سوالات

سوال نمبر۱ : کیا کوئی چیز خود بخود بن سکتی ہے یا چل سکتی ہے ؟ مثال دے کر واضح کریں۔

سوال نمبر۲ : ہمیں کیسے معلوم ہوا کہ دُنیا کا بنانے والا اور چلانے والا کوئی ہے ؟

سوال نمبر۳ : اس دُنیا کے بنانے اور چلانے والے کو ہم کیا کہتے ہیں ؟

اللہ ایک ہے

اگر کسی بھی چیز کو چلانے کے لیے ایک سے زیادہ اشخاص ہوں تو کبھی نہ کبھی ان میں اختلاف ہوگا اور وہ چیز صحیح طور پر نہیں چل سکے گی۔

اسی طرح اگر دنیا کے چلانے والے ایک سے زیادہ ہوتے تو اس دنیا کا نظام بگڑ جاتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ دُنیا صحیح طور سے چل رہی ہے مثلاً سورج ہمیشہ مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں ڈوبتا ہے، رات کے بعد دن آتا ہے اور دن کے بعد رات۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دنیا کا چلانے والا صرف اور صرف ایک ہے۔

سوالات

سوال نمبر۱ : ہمیں کیسے معلوم ہوا کہ دنیا کا چلانے والا ایک ہے ؟

ہمارے انبیاء

خدا نے اس کائنات کو بہترین طریقے پر پیدا کیا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کریں تاکہ وہ روزِ قیامت ان کو بہترین انعام عطا کرے۔

ہمیں یہ کیسے معلوم ہو کہ خدا کیسی زندگی چاہتا ہے ؟ یہ بتانے کے لیے خدا نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے جو سب کے سب معصوم تھے۔ ان میں اوّل حضرت آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخری ہمارے نبی حضرت محمد مصطفٰے ﷺ تھے۔

ان نبیوں میں خدا نے ۳۱۳ انبیاء کو خاص درجہ عطا کیا جنہیں ہم رسُول کہتے ہیں۔ ان ۳۱۳ رسُولوں میں سے پانچ کو خدا نے شریعت عطا کی جو اُولوالعزم کہلاتے ہیں۔

ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۵۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوالات

سوال نمبر۱ : ہمیں کیسی زندگی بسر کرنا چاہیئے ؟

سوال نمبر۲ : خدا نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے کیا انتظام کیا ہے ؟

سوال نمبر۳ : کن رسُولوں کو اُولوالعزم کہا جاتا ہے ؟ ان کے نام بھی تحریر کریں۔

ہمارے آخری نبی ﷺ

اللہ نے انسان کی ہدایت کے لیے (تقریباً) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے۔ ان میں سب سے آخری ہمارے نبی افضل کائنات حضرت محمد مصطفٰے ﷺ ہیں۔

آپ ﷺ کی ولادت ۱۷ ربیع الاوّل سنہ ۱ عام الفیل کو مکّہ معظمہ میں ہوئی۔ آپ ﷺ کے والد کا اسم گرامی حضرت عبداللہ اور والدہ کا اسم گرامی حضرت آمنہ تھا۔

آپ ﷺ سب پر بے حد مہربان تھے۔ آپ ﷺ بیماروں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے اور حاجتمندوں کی مدد فرماتے تھے۔ آپ ﷺ یتیموں اور مسکینوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی سوالی کو خالی نہیں لوٹایا۔ آپ ﷺ مہمانوں کی بے حد عزت کرتے تھے اور ان کی خاطر تواضع میں کوئی کمی نہیں آنے دیتے

تھے۔ آپ ﷺ بچّوں سے بھی بے حد پیار کرتے تھے۔ آپ ﷺ بے حد سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ لوگوں کی امانت کی حفاظت کرتے تھے اور ہمیشہ سچ بولتے تھے، اسی لیے مکّہ کے لوگ آپ ﷺ کو 'صادق' اور 'امین' کے لقب سے پکارتے تھے۔

آپ ﷺ نے چالیس سال کی عمر میں اعلانِ نبوّت فرمایا اور ۲۳ سال تک اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ آپ ﷺ کی وفات ۶۳ سال کی عمر میں ۲۸ صفر سنہ ۱۱ھ کو مدینہ منوّرہ میں واقع ہوئی۔ آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے حکم خدا سے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر فرمایا۔

سوالات

سوال نمبر۱: اللہ نے انبیاء کو کیوں بھیجا ؟

سوال نمبر۲: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے کس طرح پیش آتے تھے ؟

سوال نمبر۳: مکّہ کے لوگ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق اور امین کیوں کہتے تھے ؟

حضرت علی علیہ السّلام

اللہ نے آخری نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہماری ہدایت کے لیے بارہ اماموں کو مقرر کیا۔ ان میں سب سے پہلے امام حضرت علی علیہ السلام تھے۔

آپؑ کی ولادت ۱۳/ رجب ۳۰ سنہ عام الفیل کو خانہ کعبہ میں ہوئی۔ آپؑ کے والد گرامی کا نام حضرت ابوطالبؑ اور والدہ کا نام حضرت فاطمہ بنتِ اسد تھا۔

حضرت علیؑ نے ساری زندگی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت میں گذاری۔ آپؑ کی شجاعت بے حد مشہور ہے۔ آپؑ نے اپنی زندگی میں کئی جنگوں میں حصّہ لیا اور بڑے بڑے اسلام دشمنوں کو شکست دی۔ آپؑ بے حد سخی تھے۔ آپؑ کے گھر سے کوئی سائل کبھی خالی ہاتھ نہیں جاتا تھا۔

۱۸/ ذی الحجہ سنہ ۱۰ ہجری کو خم کے میدان میں ہمارے آخری نبی ﷺ نے آپؑ کو مسلمانوں کا خلیفہ مقرر فرمایا۔ آپؑ کی شہادت ۲۱/ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ کو کوفہ میں ہوئی۔ آپؑ کا روضہ مبارک نجف اشرف میں ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱: اللہ نے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہماری ہدایت کا کیا انتظام کیا ؟

سوال نمبر ۲: حضرت علی علیہ السّلام نے اپنی زندگی کیسے گذاری ؟

سوال نمبر ۳: ۱۸/ ذی الحجہ سنہ ۱۰ ہجری کو کون سا اہم واقعہ پیش آیا ؟

حضرت فاطمۃ الزہرا

سلامُ اللّٰہِ علیہا

اعلانِ نبوّت کے پانچویں سال ۲۰/ جمادی الثانی کو مکّہ میں ہمارے رسُول ﷺ کے گھر ایک بیٹی کی ولادت ہوئی۔ اللہ کے حکم سے ان کا نام "فاطمہ" رکھا گیا۔

جناب فاطمہؑ کی عمر ابھی پانچ سال کی تھی کہ آپؑ کی والدہ ماجدہ جناب خدیجۃ الکبُریٰ کا انتقال ہوگیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب کفّار رسُولِ اکرم ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ آپؑ گھر کا کام کرنے کے علاوہ اس کم عمری میں اپنے والد کی دل جوئی بھی کرتی تھیں۔

ہجرت کے دوسرے سال آپؑ کی شادی حضرت علیؑ سے ہوئی جن سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو دو بیٹے امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور دو بیٹیاں حضرت زینبؑ اور حضرت امّ کلثومؑ عطا کیں۔

حضرت فاطمہؑ بڑی عالمہ اور بے حد عبادت گذار تھیں۔

مُسلمان عورتوں کو اگر کوئی دینی یا دُنیاوی مشکل پیش آتی تو وہ آپؑ سے رجوع کرتیں اور آپؑ ان کی رہنمائی فرماتیں۔ آپؑ بے حد سادہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ آپؑ کے در سے کوئی سائل خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔ آپؑ پڑوسیوں کے حقوق کا خیال کرتی تھیں اور ان کے بچّوں سے بڑی شفقت سے پیش آتی تھیں۔

اسلام میں جناب فاطمہؑ کا رُتبہ بے حد بلند ہے۔ آپؑ دنیا و آخرت میں تمام عورتوں کی سردار ہیں۔

سوالات

سوال نمبر۱: جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بچپن کے حالات تحریر کریں۔

سوال نمبر۲: جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے اخلاق کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

احکامِ شریعت

اسلام اللہ کا بھیجا ہوا دین ہے جو ہمیں یہ بتاتا ہے کہ کن کاموں سے اللہ خوش ہوتا ہے اور کن کاموں سے ناراض اور ہماری زندگی کے ہر عمل کے لئے اللہ نے کیا حکم دیا ہے۔ ان احکامِ اسلام کو ہم احکامِ شریعت بھی کہتے ہیں۔

شریعت کے احکام کی پانچ قسمیں ہیں:

۱۔ واجب

۲۔ حرام

۳۔ مستحب

۴۔ مکروہ

۵۔ مباح

۱۔ واجب:

وہ کام جس پر عمل کرنے کو خدا نے ضروری قرار دیا ہے۔ اس کے بجالانے میں ثواب اور ترک کرنے پر گناہ ہے۔ مثلاً روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھنا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، مسلمان کے سلام کا جواب دینا۔

۲۔ حرام:

وہ کام جس سے بچنے کو خدا نے ضروری قرار دیا ہے۔ اس کے بجالانے میں گناہ اور ترک کرنے پر ثواب ہے۔ مثلاً جھوٹ بولنا، گالی دینا، گانا سننا۔

۳۔ مستحب:

وہ کام جسے انجام دیا جائے تو اللہ خوش ہوتا ہے اور ہمیں ثواب عطا کرتا ہے لیکن

ترک کریں تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ مثلاً کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ کہنا، سلام کرنا، نماز سے پہلے اذان و اقامت کہنا۔

۴۔ مکروہ:

وہ کام جسے ترک کیا جائے تو اللہ خوش ہوتا ہے اور ہمیں ثواب عطا کرتا ہے لیکن بجالانے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ مثلاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، ایسے لباس میں نماز پڑھنا جس پر کسی جاندار کی تصویر بنی ہو۔

۵۔ مباح:

وہ کام جسے انجام دینا یا ترک کرنا برابر ہے اور اس میں نہ کوئی ثواب ملتا ہے اور نہ ہی کوئی گناہ۔ مثلاً چلنا پھرنا۔

سوالات

سوال نمبر۱: احکام شریعت کی کتنی قسمیں ہیں ؟ ان کے نام لکھئے۔

سوال نمبر۲: حرام کسے کہتے ہیں ؟ اس کی کوئی دو مثالیں دیجئے۔

وضو کا طریقہ

وضو اس ترتیب سے کرنا چاہیئے۔

۱۔ سب سے پہلے نیت کی جائے کہ میں وضو کرتا/کرتی ہوں قربتہً الی اللہ۔

۲۔ پھر ہاتھوں کو کلائیوں تک دو مرتبہ دھویا جائے۔

۳۔ پھر تین مرتبہ کلی کی جائے۔

۴۔ پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا جائے۔

۵۔ پھر چہرے کو لمبائی میں سر کے بال اُگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے آخر تک اور چوڑائی میں تقریباً ایک کان سے دوسرے کان تک دھویا جائے۔

۶۔ پھر سیدھے ہاتھ کو کہنی سے لے کر اُنگلیوں کے سروں تک دھویا جائے۔

۷۔ پھر اُلٹے ہاتھ کو کہنی سے لے کر اُنگلیوں کے سِروں تک دھویا جائے۔

۸۔ پھر سر کا مسح کیا جائے یعنی سیدھے ہاتھ کی اُنگلیوں کو سر کے اوپر والے حصّے پر رکھ کر تھوڑا سا کھینچا جائے۔

۹۔ پھر سیدھے ہاتھ سے سیدھے پاؤں کا مسح کیا جائے یعنی پاؤں کی اُنگلیوں سے جوڑ تک ہاتھ کو کھینچا جائے۔

۱۰۔ اسی طرح اُلٹے ہاتھ سے اُلٹے پیر کا مسح کیا جائے۔

سوالات

سوال نمبر۱: وضو میں چہرے کا کتنا حصّہ دھونا چاہیئے ؟

سوال نمبر۲: وضو میں پاؤں کے مسح کرنے کا طریقہ لکھیئے۔

سوال نمبر۳: وضو کی عملی مشق کیجئے۔

نماز

ہر مُسلمان کو چاہیئے کہ دن اور رات میں پانچ وقت کی نمازیں ادا کرے۔ نماز پڑھنے سے اللہ، رسُول ﷺ اور امام ؑ خوش ہوتے ہیں۔ نماز پڑھنے والا ہمیشہ پاک صاف رہتا ہے اور برائیوں سے دُور رہتا ہے۔ نماز ہمیں دوزخ سے بچاتی ہے اور جنّت کا حق دار بناتی ہے۔

روزانہ کی نمازوں کے نام اور رکعتوں کی تعداد یہ ہیں:-

۱۔ فجر ــــــــــ دو رکعت

۲۔ ظہر ــــــــــ چار رکعت

۳۔ عصر ــــــــــ چار رکعت

۴۔ مغرب ــــــــــ تین رکعت

۵۔ عشاء ــــــــــ چار رکعت

اوقاتِ نماز

- نمازِ فجر کا وقت صبح صادق سے طلوعِ آفتاب تک ہے۔
- نمازِ ظہر وعصر کا وقت زوالِ آفتاب سے غروب تک ہے۔
- نماز مغرب وعشاء کا وقت مغرب سے آدھی رات تک ہے۔

سوالات

سوال نمبر۱: نماز پڑھنے کے فوائد تحریر کریں۔

سوال نمبر۲: نمازوں کے اوقات تحریر کریں۔

روزہ

اسلامی سال کے نویں مہینے کا نام رمضان المبارک ہے۔ اس مبارک مہینے میں ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ روزہ رکھے یعنی سحر سے مغرب تک ان چیزوں سے بچے جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مثلاً کھانا پینا وغیرہ۔

روزہ رکھنے کے بے شمار فوائد ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ روزہ رکھنے سے اللہ، رسول ﷺ اور امامؑ خوش ہوتے ہیں۔

۲۔ روزہ رکھنے سے انسان تندرست رہتا ہے اور بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

۳۔ روزہ کی حالت میں ہر نیکی کا ثواب بہت زیادہ ملتا ہے۔

۴۔ روزہ انسان کو جہنّم کی آگ سے محفوظ رکھتا ہے۔

لیکن یہ فوائد اسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب روزہ

رکھنے والا ہر بُری چیز سے دُور رہے۔

سوالات

سوال نمبر۱: روزہ کسے کہتے ہیں ؟

سوال نمبر۲: روزہ رکھنے کے فوائد تحریر کریں۔

سوال نمبر۳: روزہ رکھنے کے تمام فوائد کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں ؟

جہاد

سوال: جہاد کسے کہتے ہیں ؟

جواب: رسُول ﷺ یا امامؑ کے حکم سے جو جنگ ہوتی ہے اُسے جہاد کہتے ہیں۔

سوال: جہاد کیوں کیا جاتا ہے ؟

جواب: دین کو بچانے کے لیے۔

سوال: جہاد کے لیے رسُول ﷺ یا امامؑ کی اجازت کیوں ضروری ہے ؟

جواب: اس لیے کہ رسُول ﷺ اور امامؑ معصوم ہوتے ہیں لہٰذا وہ جانتے ہیں کہ کب دین کے لیے جہاد کرنا ضروری ہے۔

سوال: کیا جہاد سب پر واجب ہے ؟

جواب: جی نہیں۔ صرف مردوں پر واجب ہے۔

سوال: جہاد میں حصہ لینے والے کا رُتبہ کیا ہوگا ؟

جواب: جہاد میں زندہ رہنے والا غازی کہلاتا ہے اور مر جانے والا شہید کہلاتا ہے اور دونوں بہت ہی ثواب کے حقدار ہوں گے۔

عیدِ قربان

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا کہ آپؑ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کر رہے ہیں۔ نبی کا خواب بھی حکمِ خدا ہوتا ہے، اس لیے آپؑ نے حضرت اسماعیلؑ سے خواب کا ذکر کیا تو حضرت اسماعیلؑ اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لیے تیار ہو گئے۔

دونوں باپ بیٹے پہاڑی کے دامن میں گئے۔ وہاں حضرت ابراہیمؑ چاہتے تھے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کریں کہ اللہ نے حضرت اسماعیلؑ کی جگہ ایک دُنبے کو بھیج دیا اور وہ ذبح ہو گیا۔ اس طرح اللہ نے حضرت اسماعیلؑ کی جان بچالی اور دونوں نبی اِس امتحان میں کامیاب بھی ہو گئے۔

مسلمان ہر سال ۱۰ ذی الحجہ کو اس واقعہ کی یاد مناتے ہیں

اور اللہ کی راہ میں مختلف جانوروں کی قربانی پیش کرتے ہیں۔اس دن کو ہم عید الاضحیٰ یا عید قربان کہتے ہیں۔

سوالات

سوال نمبر۱: حضرت اسماعیلؑ اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لیے کیوں تیار ہو گئے ؟

سوال نمبر۲: خدا نے حضرت اسماعیلؑ کی جان کس طرح بچائی ؟

سوال نمبر۳: مسلمان حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کی یاد کس طرح مناتے ہیں ؟

عاشورہ

اسلام کی خاطر جتنی بھی قربانیاں پیش کی گئی ہیں،ان میں سب سے عظیم قربانی امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے کربلا کے میدان میں پیش کی۔

یہ عظیم واقعہ اس وقت پیش آیا جب یزید تخت نشین ہوا اور اس نے اسلام کے احکام کی کھلم کھلا خلاف ورزی شروع کردی۔اس نے شراب کو عام کر دیا تھا اور نماز کا مذاق اُڑاتا تھا۔ایسے حالات میں ضروری تھا کہ اسلام کی حفاظت کی جائے۔

اس عظیم مقصد کی خاطر امام حسینؑ نے یزید کے خلاف آواز بلند کی، جس کے نتیجے میں واقعۂ کربلا پیش آیا۔آپؑ نے اور آپؑ کے ساتھیوں نے ۱۰ محرم ۶۱ھ ہجری کو تین دن کی بھوک و پیاس کی حالت میں شہادت پیش کی۔

ہم ہر سال ۱۰ محرم کو اس شہادت کی یاد مناتے ہیں، اپنے امام کے مقصد کو یاد کرتے ہیں اور اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ دینِ اسلام کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گے اور اس کی حفاظت کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار رہیں گے۔ اس دن کو ہم عاشورہ کہتے ہیں۔

سوالات

سوال نمبر ۱: واقعۂ کربلا کیوں پیش آیا ؟

سوال نمبر ۲: ہم عاشورہ کیوں مناتے ہیں ؟

والدین کی عزّت

اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور امامؑ کے بعد انسان کے لیے والدین سے بڑھ کر کوئی مہربان ہستی نہیں۔ وہ ہماری راحت کی خاطر ہزاروں تکلیفیں اُٹھاتے ہیں۔ وہ ہمیں پالتے پوستے ہیں، لکھاتے پڑھاتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ احسان بھی نہیں جتاتے۔ وہ ہمیں ترقی کرتے دیکھ کر سچّی خوشی محسوس کرتے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگذار ہیں کہ اس نے والدین جیسی نعمت ہمیں دی۔ ہمیں والدین کا بھی شکرگذار ہونا چاہیئے اور دل سے ان کی خدمت کرنی چاہیئے۔ انہیں ہر وقت خوش رکھنا چاہیئے اور کبھی بھی ان کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیئے۔

جو لوگ والدین کو خوش نہیں رکھتے، ان سے اللہ تعالیٰ بھی خوش نہیں ہوتا۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ

نے فرمایا کہ جس شخص کے والدین اس سے ناراض ہوں وہ جنّت کی خوشبو بھی نہیں سُونگھ سکے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

" اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو "

سوالات

سوال نمبر۱: والدین کے اپنی اولاد پر کیا احسانات ہیں ؟

سوال نمبر۲: اولاد کو اپنے والدین سے کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے ؟

سوال نمبر۳: والدین کو ناراض کرنے والے کا انجام کیا ہوگا ؟

جھُوٹ

ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہنے لگا کہ میں نماز تو پڑھتا ہوں لیکن بہت سارے گناہ بھی کرتا ہوں ۔ میں ان میں سے کوئی ایک گناہ چھوڑنے کو تیار ہوں۔ آپ ﷺ فرمائیے کہ کون سا گناہ چھوڑ دوں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دو ۔ اس شخص نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی جھوٹ نہ بولے گا ۔ اس کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ اس شخص نے تمام گناہوں کو چھوڑ دیا تھا کیوں کہ جب کبھی وہ کوئی گناہ کرنا چاہتا تو فوراً اس کے دل میں خیال آتا تھا کہ اگر اس نے یہ گناہ کیا اور حضور ﷺ نے دریافت کر لیا تو چونکہ اس نے جھوٹ نہ بولنے کا وعدہ کر لیا تھا، اس لیے سچ کہنا پڑے گا اور گناہ کی سزا بھگتنی پڑے گی ۔

پیارے بچّو ! آپ نے دیکھا کہ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور کس طرح وہ شخص جھوٹ نہ بولنے سے تمام

بُرائیوں سے بچ گیا۔

آئیے ہم بھی عہد کریں کہ کبھی جھوٹ نہ بولیں گے

سوالات

سوال نمبر۱: جھوٹ سے بچنے کا کیا فائدہ ہے ؟

سُورَةُ الْقَدْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم والا ہے

إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِىْ	ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر
لَيْلَةِ الْقَدْرِ ②	میں نازل (کرنا شروع) کیا۔
وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا	اور تم کو کیا معلوم
لَيْلَةُ الْقَدْرِ ③	شبِ قدر کیا ہے۔
لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ	شبِ قدر ہزار مہینوں سے
مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ④	بہتر ہے۔
تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ	اس (رات) میں ملائکہ اور رُوح
فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ	اپنے ربّ کی اجازت سے
مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ⑤	ہر حکم لے کر اُترتے ہیں۔
سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى	یہ رات صبح کے طلوع ہونے
مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑥	تک سلامتی ہے۔

آیــة درُود

مع ترجمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی
النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

ترجمہ

بے شک خدا اور اس کے فرشتے، پیغمبر (اور ان کی آل) پر درُود بھیجتے ہیں تو اے ایماندارو تم بھی درُود بھیجتے رہو اور برابر سلام کرتے رہو۔

آیــة تطهیر

مع ترجمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ
الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ
تَطْھِیْرًا ○

ترجمہ

اے (پیغمبر کے) اہل بیت خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو (ہر طرح کی) بُرائی سے محفوظ رکھے اور جو پاک وپاکیزہ رکھنے کا حق ہے ایسا پاک و پاکیزہ رکھے۔